

ساختیاتی تنقید کی معنیاتی تعبیرات

Semantic interpretations of structural criticism

Arshad Mahmood Haadi

Lecturer: Urdu Department, National University of Modern Languages, Islamabad
Email: amhaadi1@gmail.com ORCID: <https://orcid.org/0009-0007-9981-0546>

Abstract:

This research topic has been chosen to determine the clear boundaries of semantic interpretations and understandings in structural criticism. Under which it will be seen what are the methods of structural criticism that discover the meaning system of a text and then deconstruct this meaning system or its structure? And how does the meaning change from singularity to plurality? In addition, in the context of semantic interpretations, how are structuralism and poststructuralism different from each other? To answer all these questions structural criticism will cover the semantic strategies of structuralism and poststructuralism.

Keywords:

Structural Criticism, Semantic interpretations, Structuralism, poststructuralism, Meta Narratives, Intertextuality, Decentralization, Deconstruction

ساختیاتی تنقید میں معنیاتی تعبیرات اور تفہیمات کی واضح حدود کا تعین کرنے کے لئے اس تحقیقی موضوع کا انتخاب کیا گیا ہے۔ جس کے تحت یہ دیکھا جائے گا کہ ساختیاتی تنقید کے وہ کون سے حربے ہیں جو کسی متن کے معنیاتی نظام کو دریافت کرتے ہیں اور پھر اس معنیاتی نظام یا اس کی ساخت کو Deconstruct کرتے ہیں؟ اور یہ کہ معنی کس طرح وحدت سے کثرت میں بدلتا ہے؟ نیز معنیاتی تعبیرات کے تناظر میں ساختیات اور پس ساختیات ایک دوسرے سے کس طرح الگ ہیں؟ یا ایک دوسرے کا انحراف ہیں؟ ان تمام سوالات کے جوابات کے لیے ساختیاتی تنقید میں شامل ساختیات اور پس ساختیات کے معنیاتی حربوں کا احاطہ کیا جائے گا۔

ساختیات لفظ ساخت سے نکلا ہے۔ انگریزی میں ساختیات کو Structuralism کہتے ہیں۔ لفظ ساخت پر غور کریں تو یہ کسی چیز کی کُلی ساخت یعنی اندرونی و بیرونی ساخت کا مفہوم لیے ہوئے ہے۔ اس کُلی ساخت کے بارے میں جاننے کا ایک طریق کار ساختیات کہلاتا ہے۔ ساختیات کی یہ تعریف عمومی ہے جب کہ زبان کے متعلق ساختیات سے مراد یہ ہے کہ ایسا طریق کار جس کے ذریعے زبان کی اس پوشیدہ ساخت کی شناخت کی جاتی ہے جو زیریں سطح پر کسی ثقافت

سے جڑی ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں ساختیات معنی کی تلاش نہیں کرتی بلکہ اس نظام کو تلاش کرتی ہے جس کے ذریعے معنی پیدا ہوتا ہے یا جس کی وجہ سے معنی بنتا ہے۔

ساختیات صرف معنی خیزی کے سبب کو دریافت نہیں کرتی بلکہ یہ کسی بھی متن کے پس منظر میں ثقافتی تناظر اور اس سے بننے والے معنیاتی نظام کی دریافت بھی کرتی ہے یہی معنوی نظام متن میں اپنے اثرات چھوڑتا ہے اور الفاظ معنی خیز بن جاتے ہیں۔ ساختیات دراصل زبان کو سمجھنے، اس کی تہہ تک جانے، اس کے اندر چھپے بھید دریافت کرنے کا ایک پیمانہ ہے۔ ساختیات کا طریق کار لسانیات کی بدولت ہم تک پہنچا ہے۔

ساختیات جدید لسانیات کا حصہ ہے۔ جس نے لسانیات کے قدیم تصورات کو رد کر دیا۔ ان قدیم تصورات میں زبان سے متعلق یہ خیال کیا جاتا تھا کہ یہ صرف چیزوں کو نام دینے کا ایک ذریعہ ہے اور ان کے نام ہی درحقیقت الفاظ کے معانی ہیں ساختیاتی فکر سے پہلے زبان کو سمجھنے کی نوعیت فقط تاریخی تھی اس سے پہلے زبان میں صرف الفاظ ہی مرکز فکر تھے جب کہ معنی کو سمجھنے اس کی حقیقت تک پہنچنے اور اس کے پس منظر میں جھانکنے کے حوالے سے کوئی خاص فکر نظر نہیں آتی۔ ساختیاتی فکر اور اس کے ماہرین نے اسی فکر کے رد عمل میں جدید لسانیات کی بنیادیں استوار کیں جس نے زبان کو سمجھنے اور جانچنے کا تصور ہی بدل دیا۔ ساختیاتی فکر نے اس نظریہ یعنی زبان صرف نام دینے کا ذریعہ ہے کو رد کرتے ہوئے واضح کیا کہ زبان فقط زبان نہیں ہے بلکہ یہ کئی چھپی بصیرتوں پر مشتمل ہے اور اس میں ایک وسیع لا محدود شعور موجود ہے جو زبان کی معنی خیزی کا سبب بنتا ہے۔ ساختیات کا مفہوم گہنی چند نارنگ کے درج ذیل بیان سے کافی حد تک واضح ہو جاتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

ساختیات بنیادی طور پر ادراک حقیقت کا اصول ہے، یعنی حقیقت یا کائنات ہمارے شعور و ادراک کا حصہ کس طرح بنتی ہے، ہم اشیاء کی حقیقت کی انگیز کس طرح کرتے ہیں، یا معنی خیزی کن بنیادوں پر ہے اور معنی کا عمل کیوں کر ممکن ہوتا ہے اور کیوں جاری رہتا ہے۔⁽¹⁾

ساختیات دراصل گہنی چند نارنگ کے اس بیان میں اٹھائے گئے سوالات کے جوابات دیتی ہے۔ قدیم لسانیات میں یہ سوالات نہیں اٹھائے گئے۔ ساختیات اس حقیقت کے ادراک کا کام کرتی ہے جس سے کوئی معنی جنم لیتا ہے۔ یہ حقیقتیں یا بصیرتیں معنی کے پس منظر میں موجود اس نظام کا حصہ ہیں جو کئی رشتوں سے وجود پاتا ہے۔ یہ رشتے وسیع تناظر میں سماجی، ثقافتی، نفسیاتی، عمرانی، تاریخی نوعیت کے ہو سکتے ہیں ان رشتوں سے جو نظام یا ساخت قائم ہوتی ہے اس نظام یا ساخت کی کھوج کے لیے ساختیات عمل پیرا ہوتی ہے۔ یہ ساخت تجربی نوعیت کی ہوتی ہے جس میں ہر

لحظہ تغیر و تبدل رہتا ہے جوں جوں یہ تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں معنی بدلتا رہتا ہے معنی کا یہی بدلاؤ زبان کی ساخت کو تجریدی بناتا ہے۔ جو کسی بھی ماہر لسانیات کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ مختلف ماہرین لسانیات نے زبان کی بصیرتوں کی کھوج کی جن میں سے ایک سویسٹر ہے جس نے اگرچہ جدید لسانیات کے مباحث شروع کیے لیکن ان مباحث کے فروغ سے ساختیات کی بنیاد پڑی اس نے زبان کے قدیم تصورات کو رد کیا۔ اور ایک واضح بیانیہ دیا کہ معنی خیزی ممکن ہے زبان کے معانی فکسڈ نہیں ہیں بلکہ کوئی بھی لفظ یا زبان اپنے اندر ایک وسیع جہان رکھتی ہے اور مختلف رشتوں میں گندھی ہوئی ہے یہی رشتے زبان کی معنی خیزی کا باعث بنتے ہیں سویسٹر نے زبان کو Substance کی بجائے Form کہا ہے لفظ فارم اپنے اندر ایک تجریدی ساختی نوعیت رکھتا ہے۔ بقول سویسٹر:

(2) "Language is a form, not a substance"

سویسٹر کے اس تصور زبان نے بعد کے ماہرین لسانیات کے لیے راہیں ہموار کر دیں۔ اس تصور کے بغیر نہ لیوی اسٹر اس کا کام ممکن تھا، نہ بار تھ، لا کاں اور فوکالٹ کا اور نہ آلتھیو سے کا۔ سویسٹر نے زبان کو ثقافتی مظہر بنا دیا۔ زبان کا ثقافتی مظہر ہونا اپنے اندر کئی کائناتیں سمیٹنے کے مترادف ہے۔ سویسٹر کے جس لسانی ماڈل نے ساختیات کی بنیاد رکھی اس ماڈل کا اجمالی جائزہ ضروری ہے۔

سویسٹر نے زبان کے قدیم اور جامد تصور کی بنیادیں اکھاڑتے ہوئے زبان کا جو تصور دیا، اس نے لسانیات کو بام عروج بخشا۔ سویسٹر نے سب سے پہلے زبان کو لسانی ساخت کا نام دیا اور پھر اس ساخت کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اس کے مطابق زبان صرف زبان نہیں ہے بلکہ یہ ابتدائی سطح پر ہی دو حصوں میں منقسم ہے اور ان کے مابین گہرا ربط و تعلق اور تجریدی رشتہ ہے سویسٹر نے اس لسانی ساخت کو Langue یعنی لسان اور Parole یعنی کلام میں تقسیم کر دیا۔ اس کے مطابق زبان ان دو حصوں پر مشتمل ہے جن کے درمیان ایک ثقافتی رشتہ ہے۔ ڈاکٹر ناصر عباس نیر لکھتے ہیں:

لانگ کسی بھی زبان کی تجریدی ساخت ہے جو بولنے والوں کے لاشعور میں مضمر اور کار فرما ہوتی ہے۔ معروف لفظوں میں اسے زبان کے قواعد، ضابطے، یعنی گرامر کہا جاسکتا ہے کہ یہ گرامری قوانین کی طرح ہی زبان کے ترسیلی نظام کو کنٹرول کرتی ہے۔ پارول سے مراد گفتار ہے۔ گفتار کا سارا تنوع اور اس کا ابلاغ لانگ کی وجہ سے ہے۔ لانگ اگر تجریدی ساخت ہے تو پارول اس کا ٹھوس مظہر ہے، لانگ لاشعور ہے تو پارول شعور ہے۔⁽³⁾

ڈاکٹر ناصر عباس نیر کی اس وضاحت سے لانگ اور پارول کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے جسے سویسٹر نے پیش کیا تھا۔ زبان سے متعلق سویسٹر کے اس تصور سے لسانیات زرخیز ہو گئی۔ ان تصورات کی بدولت لیوی سٹر اس اساطیر کی کھوج کرتا ہے اور علامتی و تجریدی زبان و ادب کو فروغ ملتا ہے۔ سویسٹر کے مطابق روزمرہ کی گفتگو کسی خاص نظام کے تحت ہو سکتی ہے جب کہ اس نظام کے باہر رہ کر ہم اپنی گفتگو نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس کا ابلاغ ممکن ہے۔ یہاں وہ اس نظام کو لانگ کا نام دیتا ہے اور اس نظام کے تحت ہونے والی گفتگو کو پارول کا درجہ دیتا ہے۔ اور ان کے درمیان ایک رشتہ قائم کرتا ہے جو ثقافتی مظہر سے جڑا ہے۔

سویسٹر اپنے لسانی ماڈل کو یہیں تک محدود نہیں کرتا بلکہ زبان کا مزید تجزیہ کرتے ہوئے لفظ و معنی کی بحث چھیڑتا ہے۔ سویسٹر نے تاریخی لسانیات کے تصورات پر غور کیا جس میں "لفظ برابر ہے شے کے" جیسے نظریات موجود تھے۔ سویسٹر نے اس لفظ پر بحث کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ لفظ محض لفظ نہیں ہے بلکہ ایک لسانی نشان ہے۔ اس نے لفظ کو لسانی نشان کا درجہ دیتے ہوئے اسے بھی دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ وہ لفظ جو فقط شے کے برابر تھا، سویسٹر کے مطابق "اب وہ لسانی نشان کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور وہ دو حصوں Signifier اور Signified پر مشتمل ہے"۔⁽⁴⁾ سویسٹر کی اس بات کو گوئی چند نارنگ نے واضح الفاظ میں یوں بیان کیا ہے:

سویسٹر کے فلسفہ لسان کا ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ سویسٹر نے اس خیال کو ہمیشہ کے لیے رد کر دیا کہ زبان لفظوں کے ایسے مجموعے کا نام ہے جس کا بنیادی مقصد اشیا کو نام دینا ہے۔ سویسٹر کے فلسفے کی رو سے یہ سمجھنا غلط ہے کہ لفظ ایسے مظہر ہیں جو اشیا سے مطابقت رکھتے ہیں۔ اس کا کہنا ہے کہ لفظ محض نشان SIGN ہے خواہ یہ بولا جائے یا لکھا جائے، جو دو طرفوں پر مشتمل ہے (کاغذ کی دو طرفوں کی طرح)۔ نشان کی ایک طرف کو وہ SIGNIFIER "معنی نما" کہتا ہے، دوسری طرف کو SIGNIFIED "تصورِ معنی" کا نام دیتا ہے۔⁽⁵⁾

سویسٹر نے لسانی نشان یعنی لفظ کو دو حصوں معنی نما اور تصورِ معنی میں تقسیم کر کے زبان کے مطالعے کے زاویے بدل دیے۔ سویسٹر کے مطابق لفظ دراصل معنی نما ہے یعنی یہی معنی کی مرکب صورت ہے جب کہ معنی خود تصور ہے جس سے معنی تشکیل پاتا ہے۔

سویسٹر نے ان دونوں یعنی معنی نما اور تصورِ معنی میں رشتوں کی وضاحت بھی کی ہے انہی رشتوں کی بنیاد پر نشان تین قسموں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر ناصر عباس نیر نے اپنی کتاب "ساختیات: ایک تعارف" میں ان کی وضاحت کی

ہے کہ اگر معنی نما اور تصور معنی کے مابین مشابہت کا رشتہ پایا جائے تو یہ Icon کہلائے گا نشان کی اس قسم کی مثال پورٹریٹ سے دی جاسکتی ہے پورٹریٹ میں بنی تصویر صاحب تصویر سے مشابہت رکھتی ہے اسی طرح اگر معنی نما اور تصور معنی کے مابین علت کا یعنی Casual رشتہ پایا جائے تو یہ نشان کی دوسری قسم Index کہلائے گی۔ مثلاً آگ دھوئیں کی علت ہے اسی طرح ایک نشان ہے جس کے معنی نما اور تصور معنی میں من مانا یا روایتی Conventional رشتہ پایا جاتا ہے وہ Proper Sign کہلاتا ہے یہی وہ نشان ہے جسے سویٹرنے دریافت کیا جسے لسانی نشان کہا گیا ہے۔ سویٹرنے لسانی نشان کے رشتوں کی وضاحت کے علاوہ معنی خیزی کے عمل کی بھی وضاحت کی، جس کے لیے وہ بانسری اپوزیشن کا تصور پیش کرتا ہے۔ اس نے یہ وضاحت کی کہ کوئی بھی معنی فرق سے قائم ہوتا ہے۔ یعنی دو چیزوں کے درمیان فرق کی بنیاد پر معنی قائم ہوتا ہے۔ مثلاً دن اسی لیے ہے کیوں کہ رات نہیں ہے۔ گناہ اسی لیے گناہ ہے کیوں کہ وہ نیکی نہیں ہے۔ سویٹرنے اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ کوئی بھی شے اپنے فرق سے پہچانی جاتی ہے۔ انہی افتراقات کی بنیاد پر کوئی بھی شے اپنی معنویت قائم رکھ سکتی ہے۔ معنی خیزی کا عمل اضدادی جوڑوں کی مدد سے ممکن ہوتا ہے۔ یہ اضدادی جوڑے افتراق اور ارتباط پر مشتمل ہوتے ہیں۔ یعنی معنی خیزی نہ صرف افتراق کی بنیاد پر ہوتی ہے بلکہ اس کے ساتھ ارتباط کا رشتہ بھی ضروری ہے افتراق کا رشتہ دو متضاد معانی کے درمیان فرق کا رشتہ ہوتا ہے جس سے معنی بنتا ہے جب کہ ارتباط کا رشتہ وہ لسانی رشتہ ہے جو لانگ کے ساتھ جڑا ہوتا ہے یعنی ایک رشتہ وہ ہے جو لانگ اور پارول کے مابین ہوتا ہے جسے ارتباط کا رشتہ بھی کہہ سکتے ہیں جب کہ دوسرا رشتہ معنوی فرق کا رشتہ ہے جو دو متضاد معانی کے مابین معنی خیزی کے لیے ضروری ہے اس حوالے سے ڈاکٹر ناصر عباس نیر لکھتے ہیں:

ساختیات میں ہر نشان اس فرق سے پہچانا جاتا ہے جو اس نے دوسرے نشانات سے قائم کر رکھا ہے یعنی ساختیات میں کسی نشان کے مفہوم تک رسائی، فرق کو ملحوظ رکھے بغیر ممکن نہیں ہوتی ہر معنی فرق سے پیدا ہوتا ہے اسی لیے ساختیات کا بانی فردی ناں سویٹرنے کہا تھا کہ زبان میں سوائے افتراقات کے کچھ نہیں اور جس طرح جدلیات میں تھیسس اور اینٹی تھیسس امتزاج پر منتج ہوتے ہیں، اسی طرح ہر نشان کے معنی افتراق سے پیدا ہوتے تو ہیں تاہم معانی کا نظام اس وقت قائم ہوتا ہے جب افتراق کے علاوہ ارتباط (Combination) بھی وجود میں آتا ہے۔⁽⁶⁾

اس حوالے سے دیکھا جائے تو معنی خیزی کا جو عمل ہم تک بڑی آسانی سے پہنچتا ہے وہ اتنا آسان اور سہل انداز میں نہیں پہنچتا بلکہ اس کے پیچھے ایک بہت بڑا نظام کھڑا ہوتا ہے جو اسے معنی کے دروازے تک پہنچاتا ہے اور یہ معانی زبان میں موجود

افتراقات اور ارتباط کے رشتوں کی وجہ سے قائم ہو سکتے ہیں اس کے بغیر معنی خیزی ممکن نہیں۔ دو الگ الگ لائنگ کے معنی الگ ہوں گے جبکہ ان کے پارول ایک دوسرے کے لئے بے معنی ہوں گے جب تک وہ ایک دوسرے کی لائنگ سے واقفیت یا رابطہ نہ رکھتے ہوں اسی طرح معنی خیزی کا عمل جو ایک کنونینشل نظام کے تحت ہوتا ہے ہر کنونینشن میں بدل جاتا ہے یعنی ایک سگنی فائر اپنی کنونینشن کے اعتبار سے معنی جمع کرتا ہے جو رواج پاکر ہم تک پہنچتا ہے۔

زبان میں موجود انہی رشتوں کی بنیاد پر ادب کی ساختیاتی تھیوری، تنقید اور شعریات قائم کی گئیں۔ سویسٹر کے اس ماڈل کی وجہ سے یہ مباحث صرف انہی رشتوں تک نہیں رکتے بلکہ ان مباحث سے کئی دوسرے رشتے بھی سامنے آتے ہیں جو زبان میں براہ راست عمل پیرا ہوتے ہیں سویسٹر کے انہی مباحث کا سہارا لیتے ہوئے رولاں بار تھرومن جیکب سن اور لیوی اسٹراس جیسے ماہرین نے ایسے ایسے کارنامے کیے جس سے ایک کائناتی شعور متاثر ہوا۔ ان رشتوں کو یہاں سرسری بیان کرتے ہوئے آگے بڑھوں گا ان میں سے ایک افقی یعنی Syntagmatic رشتے ہیں جب کہ دوسرے عمودی یعنی Paradigmatic رشتے ہیں۔ عمودی رشتوں کی اگر روایتی تعریف کی جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ عمودی رشتے الفاظ کے انتخاب پر مشتمل ہوتے ہیں یعنی الفاظ کا انتخاب ضروری اور اہم بنیادوں پر عمودی رشتے ہوں گے یعنی عمودی رشتے ضرورت اور مقصد کے رشتوں پر مشتمل ہیں جنہیں لکھنے میں عمودی سمت اختیار کی جاتی ہے اسی طرح افقی رشتے نحوی ترتیب پر مشتمل ہوتے ہیں یہ ترتیب معنوی ابلاغ سے متصل ہے یعنی یہ ابلاغی رشتے ہیں ساختیاتی فکر میں یہ رشتے اور بھی گہرائی اختیار کر لیتے ہیں جسے رومن جیکب سن نے اپنے مضمون Linguistics and Poetics میں کچھ یوں بیان کیا ہے:

عمودی رشتے مماثلت کے ہیں اور افقی رشتے قربت کے۔ مماثلت استعارے کی اور قربت مجازِ مرسل کی بنیاد ہے۔ شاعری کی اساس استعارہ ہے اور نثر زیادہ تر مجازِ مرسل کو کام میں لاتی ہے۔⁽⁷⁾

رومن جیکب سن نے ان رشتوں کی وضاحت کرتے ہوئے مزید مباحث کو چھیڑا جن سے سویسٹر نے پردہ ہٹایا تھا سویسٹر کی مدد سے رومن جیکب سن نے زبان و ادب کی شعریات مرتب کیں اس نے ان شعریات کے لیے لسانیات کا سہارا لیا۔ اس نے انہی رشتوں کی وضاحت کرتے ہوئے ڈسکورس اور اینٹی ڈسکورس کے پہلے سے چلے آ رہے مباحث کو سمجھنے کا ڈھنگ ہی بدل دیا۔ رومن جیکب سن نے زبان کی ہی شعریات مرتب نہیں کیں بلکہ ادبی متون کو سمجھنے ان کی شعریات کی کھوج اور دریافت کرنے ان کی گہرائی جاننے کا طریق کار بھی وضع کیا وہ انہی شعریات کو مرتب کرتے ہوئے مختلف عناصر گنواتا ہے جو زبان کے عوامل اور ان کے تفاعل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

در اصل یہ لسانی عمل ہے لسانی عمل میں جو عناصر کام کرتے ہیں ان کی وضاحت رومن جیکب سن نے ایک ترتیب اور ایک نقشے کے ساتھ کی ہے۔ وہ نقشہ یہ ہے۔

CONTEXT / تناظر

MESSAGE / (متن) کلام

ADDRESSE / (مخاطب) سامع

ADDRESSER / (مخاطب) مقرر

CONTACT / رابطہ

CODE / (لسانی نظام) کوڈ

رومن جیکب سن نے زبان کی کارکردگی کے حوالے سے جو مباحث پیش کیے ان میں یہ نقشہ کلیدی حیثیت رکھتا ہے جس میں انہوں نے چھ عوامل کی بحث کی ہے انہی عناصر کو ذہن میں رکھتے ہوئے ان کے باہمی عوامل اور تفاعل کا اعادہ ہوتا ہے اور ساختیاتی تھیوری ادب کو انہی پیرامیٹرز کے تحت پرکھتی ہے اور یہ ساختیات کی دین ہے جس کا کریڈٹ سویڈر کو جاتا ہے یہ عناصر کیسے عمل کرتے ہیں اس کی وضاحت ڈاکٹر ناصر عباس نیر کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

سب سے پہلے مقرر اور سامع کے درمیان طبعی یا نفسیاتی رابطہ کار ہوتا ہے۔ یہ رابطہ دراصل کلام کو سامع تک پہنچاتا ہے مگر کلام کے ابلاغ کے لیے ایک ایسے کوڈ کا ہونا ضروری ہے جو مقرر اور سامع کے درمیان قدر مشترک کے طور پر موجود ہو۔ کوڈ دراصل وہ لغت یا قاعدہ ہے جس کی مدد سے سامع یا قاری کسی بات کو ڈی کوڈ کرتا ہے، اس لیے اس حوالے اور پس منظر کے بغیر بات کے درست مفہوم کو سمجھنا ممکن نہیں ہوتا یہ حوالہ تناظر ہے۔⁽⁸⁾

ناصر عباس نیر کی اس بات سے بڑی حد تک عوامل کی وضاحت ہو جاتی ہے مزید ان عوامل سے لسانی تفاعل سامنے آتے ہیں ان کے خیال میں جب تناظر حاوی ہوتا ہے تو حوالہ جاتی تفاعل ظاہر ہوتا ہے جب کلام حاوی ہوتا ہے تو شاعرانہ تفاعل ظاہر ہوتا ہے جب مقرر یا مخاطب حاوی ہو تو زبان کے جذباتی و اظہاری تفاعل کا اظہار ہوتا ہے جب سامع یا مخاطب حاوی ہوتا ہے تو زبان کا عملی یا ارادی تفاعل ظاہر ہوتا ہے جب رابطہ حاوی ہوتا ہے تو رابطی تفاعل ظاہر ہوتا ہے جب کوڈ حاوی ہوتا ہے تو لسانی یا ثقافتی تفاعل ظاہر ہوتا ہے اس لحاظ سے زبان کے تفاعل کا جو نقشہ بنتا ہے وہ کچھ یوں ہے:

REFRENTIAL / حوالہ جاتی یا تاریخی

POETIC / شعر یا شاعرانہ

CONATIVE / عملی یا ارادی

EMOTIVE / جذباتی یا اظہاری

رابطی / PHATIC

لسانی یا ثقافتی / METALINGUAL

یہ سارے مباحث زبان و ادب کے مختلف متون کو سمجھنے کے لیے بہت اہم ہیں اور ان کے سمجھے بغیر کسی بھی متن کا ساختیاتی مطالعہ ممکن نہیں اور پوسٹ ماڈرن دور میں زبان و ادب کو سمجھنے کا یہ طریق کار ایک تھیوری کی حیثیت اختیار کر گیا ہے مزید دو اصطلاحات بھی ہیں جو ساختیات کی دین ہیں لیکن انہیں پس ساختیات کی ذیل میں پیش کیا جائے گا۔

پس ساختیات، ساختیات کے ان تصورات سے انحراف کا نام ہے جو ساختیات میں مرکزیت اور موضوعیت کے حامل ہیں پس ساختیات میں ان تمام نظریات پر بحث کی جاتی ہے جو ساختیات کا حصہ ہیں لیکن پس ساختیات میں ایک نظریے کی وجہ سے دونوں میں اختلاف آجاتا ہے ساختیات میں سویٹر نشان کو سگنی فائر اور سگنی فائر کا مجموعہ قرار دیتا ہے اور یہ دونوں مل کو وحدت کے طور پر عمل پیرا ہوتے ہیں جب کہ پس ساختیات وحدت سے انکار کرتی ہے وہ تمام نظریات اور تصورات جو انسانی سوچ اور فکر کو ایک نقطے پر مرکوز کر دیتے ہیں پس ساختیات ان سب سے انحراف کرتی ہے اور وحدت معنی کے بجائے کثرت معنی کو ترجیح دیتی ہے اس بارے میں ڈاکٹر محمد اشرف کمال رقم طراز ہیں۔

پس ساختیات، ساختیات ہی کا تسلسل ہے اسمیں تمام تصورات وہی ہیں جو ساختیات میں ہیں مگر فرق صرف ایک بات کا ہے اور وہ یہ کہ ساختیات میں ساسر کے لسانیاتی نظریے کے حوالے سے سیگنیفائر اور سیگنیفائیڈ میں جو رشتہ ہے وہ وحدت معنی کی طرف لے جاتا ہے اور معنی کی کوئی نہ کوئی معینہ صورت کا امکان باقی رہتا ہے مگر پس ساختیات میں یہ گرہ بھی کھول دی گئی کہ جس کے بندھنے میں معنی کا تصور بندھا ہوا تھا۔ پس ساختیات میں معنی کی وحدت کی جگہ تفریقیت کی بات کی گئی ہے۔⁽⁹⁾

بقول گوپی چند نارنگ

"پس ساختیات کا جھکاؤ تخلیقیت اور تکثیر معنی کی طرف ہے جو وحدانی نظم و ضبط کے خلاف پڑتے ہیں۔"⁽¹⁰⁾

مختصر اُپس ساختیات تکثیریت کی بات کرتی ہے اور معنی کی وحدت کو رد کرتی ہے اس کے علاوہ پس ساختیات میں دریدا کا دیا ہوا ردِ تشکیل کا طریق کار معنی کی وحدت کو پارہ پارہ کرتا ہے پس ساختیات میں "معنی کی مرکزیت ختم کرنا" ترجیحی اصول ٹھہرتا ہے۔

مفکرانِ ساختیات اور نقادِ ادب میں ایک بہت بڑا نام رولاں بار تھ کا ہے۔ رولاں بار تھ نے باغیانہ تصورات پیش کرتے ہوئے عام چلن سے ہٹ کر بات کی اور ادب میں ایک نئی بنیاد قائم کی۔ رولاں بار تھ نے روایتی تصورات کو توڑنے اور نئے تصورات کو منظرِ عام پر لانے پر زور دیا اور ان تمام چیزوں کی مخالفت کی جو وحدت کی طرف قدم رکھتی ہیں اور انسانی ذہن کو ایک شے تک محدود کر دیتی ہیں۔ ایسے تمام تصورات اور افکار جو انسان کی سوچ کو مرکوز کر دیتے ہیں۔ رولاں بار تھ ان کی تردید کرتا ہے۔

رولاں بار تھ کا پس ساختیات کے حوالے سے The Death of author یعنی "مصنف کی موت" مضمون بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں رولاں بار تھ کے ابتدائی نظریات کا سراغ ملتا ہے۔ جس میں اس نے کسی بھی متن کے معنی کو مصنف کے حالاتِ زندگی اور اس کی ذات سے اخذ کرنے کی مخالفت کی ہے۔ اس کے خیال میں ادب پارہ اپنی ذات میں ایک آزاد حیثیت رکھتا ہے اور یہ اپنی خصوصیات یا اپنے بیان کے لیے مصنف کا محتاج نہیں۔ ساختیاتی لسانیات کی رو سے ایک مشہور قول ہے۔

"Language speaks not man"

یعنی زبان بولتی ہے انسان نہیں۔ اردو میں تو یہ اور بھی پر لطف اور معنی خیز ہے کیوں کہ لفظ "زبان" کے دو معنی ہیں۔ یہاں مراد ہے کہ تکلم زبان کے نظام کی رو سے ممکن ہے، نظام نہ ہو تو تکلم ممکن ہی نہیں یعنی انسان بے زبان ہے بغیر زبان (لسانی نظام) کے لہذا زبان بولتی ہے انسان نہیں یعنی انسان جو کچھ بھی تکلم کرتا ہے وہ زبان کے لسانی نظام کی رو سے ہے بغیر اسکے انسان بول نہیں سکتا یہ خیال سو سیئر سے چلا آتا تھا ہائیڈیگر نے اسے فلسفے میں قائم کیا۔

بار تھ اپنے مشہور مضمون "The Death of author" میں اس کا ذکر کرتا ہے اور اس کا اطلاق کرتے ہوئے قولِ محال کی زبان میں کہتا ہے۔

(11) "Writing writes not authors"

یعنی "ادب لکھتا ہے ادیب نہیں"

رولاں بار تھ کے خیال میں ادب پارہ اپنی شناخت کے لیے مصنف کا محتاج نہیں ہوتا۔ اس اصول کے تحت رولاں بار تھ مصنف کی موت کا اعلان کرتا ہے جس کے تحت رولاں بار تھ مصنف کی اہمیت کو گھٹاتا یا ختم کرتا ہے جب کہ اس اصول کے زیرِ نظر متن اور ادب پارے کی اہمیت میں بہت حد تک اضافہ ہوتا ہے۔

رولاں بار تھ کے مضمون "The Death of author" یعنی "مصنف کی موت" کے بارے میں الیاس بابراعوان اپنی کتاب "بنیادی تنقیدی تصورات (تھیوریِ رتناظرات)" میں لکھتے ہیں کہ

اس مضمون میں بار تھ نے مصنف کی موت کا اعلان کیا جو درست کلامی طریق کار ہے۔ یہ ان تمام ممکنہ تصورات سے جو مصنف دانستہ یا نادانستہ اپنی تخلیق میں "خلق" کرتا ہے، سے ادبی متون کی آزادی کا اور استثنیٰ کا اعلان کرتا ہے۔ باوجود یہ کہ مضمون شدت کے ساتھ متن کی آزادی کا اعلان کرتا ہے۔ تخلیقی کام کی تعین، قدر، تناظر اور خیال کی بناء پر نہیں ہو سکتی بلکہ متن اس طرح کی ہرزنجیر سے آزاد ہے۔ چنانچہ بار تھ اپنے مضمون میں مصنف کی موت کے اعلان کے ساتھ قاری کی پیدائش کا اعلان کرتا ہے۔⁽¹²⁾

رولان بار تھ کی کتاب S/Z جو ۱۹۷۰ء میں شائع ہوئی، اس کتاب میں رولان بار تھ نے پس ساختیات کے حوالے سے اپنے بیش بہا خیالات پیش کیے ہیں اس کتاب میں اس نے فن پارے کی متنتیت کے بارے میں بحث کی ہے اور ان کا کہنا ہے کہ ہر فن پارہ مختلف ہوتا ہے لیکن وہ پہلے سے موجود ادب کے لامحدود زخیرے سے اپنا رشتہ اور تعلق استوار کرتا ہے اس کے علاوہ ادب میں متن کی اقسام کی بات کرتے ہوئے رولان بار تھ open اور close یعنی "کھلا اور بند" متن کو بیان کرتا ہے اس کے مطابق کھلا متن وہ ہے جس میں معنی کی تکثیریت کو پیش کیا گیا ہو اور متنی نقاد اور پڑھنے والے کے لیے اس میں محدودیت نہ پائی جائے اس کے ساتھ ساتھ بند متن وہ ہے جس میں معنی کی وحدت نظر آتی ہے اور وہ متن کسی ایک خاص نکتے پر مرکوز ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ رولان بار تھ کے ہاں اور پس ساختیات میں ہمیں بند متن یا معنی کی وحدت کی مخالفت خاص طور پر نظر آتی ہے آئیے اس ضمن میں ساختیات اور پس ساختیات کی دو اہم اصطلاحات "رسمیات Conventions / ضابطے Codes" کا ذکر کرتے ہیں تاکہ تفہیم میں مزید آسانی ہو۔

رسمیات کی اصطلاح ساختیات سے پہلے بھی رائج تھی لیکن ساختیات نے اس میں مزید وسعت پیدا کر دی۔ اور اسے بھی ساختیات کی طرح سویٹر ماڈل کی بنیادوں پر استوار کیا گیا ہے۔ لفظ رسمیات رسم سے نکلا ہے جس کے ساتھ رواج، سماج، ثقافت، تہذیب، معاشرت وغیرہ کی اصطلاحیں بھی جڑی ہیں۔ اس سے مراد وہ سماجی یا ثقافتی نظام جس کے تحت مختلف سماجی و ثقافتی عوامل کا تفاعل ممکن ہے یہ ایک حیثیت سے لانگ یعنی لسان کی ہم پلہ ہے جس کے اندر رہتے ہوئے ابلاغ ممکن ہے اسی طرح رسمیات میں رہتے ہوئے ثقافتی مظہر ممکن ہے یہ ثقافتی مظہر کوڈز کی صورت میں ممکن ہے جن کے ذریعے کسی کنونیشن کی طرف اشارہ ملتا ہے دوسرے لفظوں میں حقیقت تک رسائی کوڈز کے ذریعے ممکن ہے اور وہ کسی خاص رسمیات کے تحت ہوتے ہیں اسی کی ذیل میں رولان بار تھ نے پس ساختیاتی مباحث پیش کیے ہیں اور کچھ ایسے کوڈز متعارف کرائے ہیں جن کی وجہ سے معنی کی وحدت فنا ہو کر رہ جاتی ہے۔

رولان بارتھ کی یہی کوششیں دریدا کے لیے مفید ثابت ہوئیں جس نے سگنی فائر کو اڑا کر التوائے معنی کا دعویٰ کیا۔ رولان بارتھ نے اپنی کتاب S/Z میں ادبی فن پارے کی تنقید کے لیے درج ذیل پانچ کوڈز پیش کیے ہیں۔

- ۱۔ تفہیمیاتی کوڈ Hermeneutic
- ۲۔ معنیاتی کوڈ Semic
- ۳۔ علامتی کوڈ Symbolic
- ۴۔ عملی کوڈ Proairetic
- ۵۔ ثقافتی کوڈ Cultural

تفہیمیاتی کوڈ سے رولان بارتھ کی مراد تحریر کے آغاز میں مسئلے کے حوالے سے ہمارے ذہن میں اٹھنے والے وہ سوالات ہیں جیسے کیا، کیوں، کیسے، کب وغیرہ۔ اس سے پہلے کہ ہم ایک سوال کا جواب جان سکے، ہمارے ذہن میں مزید کئی سوالات جنم لیتے ہیں اور آخر میں ان سوالات کے جوابات کسی نہ کسی طرح ہم پر عیاں ہو جاتے ہیں۔

معنیاتی کوڈ سے رولان بارتھ کی مراد متن میں موجود وہ اشارے یا اجزاء جن سے ہم کوئی معنی اخذ کرتے ہیں جیسے کہ کسی کا مشکوک ہونا، کسی کا وہم، غرور اور دولت کا نشہ وغیرہ ہمیں مختلف معنوں کی طرف لے کر جاتا ہے۔

علامتی کوڈ سے رولان بارتھ کی مراد متن کے اندر موجود علامتی اور اشاراتی نظام بیان ہے اس میں تجزیہ کرتے ہوئے مبنی نقاد متن کے اندر موجود علامات تلاش کرتا ہے اور ان کی نوعیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کے معنی اخذ کرتا ہے کہانی کے انداز بیان سے ہم کہانی میں ہونے والی بہت سی بین السطور چیزوں کا اندازہ اس علامتی کوڈ میں لگا سکتے ہیں۔

عملی کوڈ سے رولان بارتھ کی مراد متن میں رویوں کی منطق کو بیان کرنا ہے۔ یعنی ایسا چونکا دینے والا فعل جو افسانے کو آگے بڑھائے یا افسانے کو بدل دے جس کی وجہ سے افسانے میں تغیر پیدا ہو۔

ثقافتی کوڈ سے رولان بارتھ کی مراد متن میں موجود ثقافتی حوالے ہیں جن میں فن پارے میں موجود ثقافت، زبان، رسم و رواج، رہن سہن، مذہب، لباس، کھانا پینا، موسیقی اور اقدار وغیرہ شامل ہیں یعنی افسانہ یا کوئی بھی کہانی کس ثقافت میں بیان کی گئی ہے اس کی وجہ سے ہماری معلومات میں اضافہ بھی ہوتا ہے اور ہمیں نئی نئی چیزوں سے آگہی حاصل ہوتی ہے۔

رولان بارتھ کے مطابق کوڈز کیا ہیں؟ اس کی تشریح گوبی چند نارنگ یوں کرتے ہیں:

یہ کوڈ کیا ہیں؟ یہ ساختیاتی معنیاتی نظام کے کوڈ نہیں۔ بارتھ کا کہنا ہے کہ جو بھی نظریاتی نظام ہم استعمال کریں، مثلاً مارکسی، ہستی، نفسیاتی، ساختیاتی وہ متن سے اپنی لامحدود آوازیں پیدا کرے گا بارتھ کا دعویٰ ہے کہ قاری جب مختلف نقطہ

نظر سے مطالعہ کرتا ہست تو مختلف معنی پیدا ہوتے ہیں اور معنی کی نام نہاد وحدت فنا ہو جاتی ہے۔ (13)

ساختیاتی تنقید کے ان تمام معروضات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تناظر بدلنے سے معنی بدل جاتے ہیں جس معنیاتی نظام کا جیسا تناظر ہو گا وہ ویسا ہی معنی خیزی کے عمل میں مددگار ثابت ہو گا اگر ایک کوڈ مار کسی نظام کے تحت ہے تو اس کا معنی مار کسی مفہیم میں ہمارے سامنے آئے گا۔ یہ صرف لفظوں اور ان کے معانی کی حد تک نہیں بلکہ یہ تصور متون پر بھی لاگو ہوتا ہے کہ اگر ایک متن کسی نفسیاتی تناظر میں لکھا گیا ہے تو وہ پورا متن ہی نفسیاتی کوڈ کی حیثیت رکھے گا اور اسی کی مدد سے اس کے کنوینشن تک پہنچا جائے گا یہ رسمیات معنیاتی نظام کی تشکیل میں معاون ہیں۔

رسمیاتی اور معنیاتی دونوں نظام مل کر معنی کی تکثیریت کا باعث بنتے ہیں جس سے مصنف کا معنی دب جاتا ہے یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ متن مصنف سے آزاد ہو جاتا ہے جس سے مصنف کی موت کا جواز پیدا ہوتا ہے جسے ادبی تھیوری میں ڈیٹھ آف آتھر کی اصطلاح سے پس ساختیاتی ماہرین یاد رکھتے ہیں اسی طرح ان مباحث سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ ساختیات پس ساختیات کے مقابلے میں چونکہ مرکزیت کی قائل ہے اس لئے وہ عموماً جبریت کا شکار ہو جاتی ہے معنی کی وحدت کا جبر بھی اسی تناظر میں ہے جب کہ پس ساختیات کسی بھی جبر کے خلاف آواز اٹھاتی نظر آتی ہے اس لئے اس کے ہاں معنی کی تکثیریت پائی جاتی ہے۔ اگرچہ پس ساختیات، ساختیات کے مرکزی تصورات سے انحراف کرتی ہے لیکن اس کے برعکس دیکھا جائے تو ساختیات کے بغیر پس ساختیات کچھ بھی نہیں ہے کیوں کہ پس ساختیات نے ساختیات سے ہی استفادہ کیا اور متن کے تجزیے کا طریق کار دیا اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح مابعد جدیدیت نے جدیدیت کے خلا کو پُر کرنے کی کوشش کی اسی طرح پس ساختیات نے ساختیات کے خلا کو پُر کرنے کی کوشش کی گویا پس ساختیات نے ساختیات کے جن نکات سے انحراف کیا ان میں موضوع انسانی کی مرکزیت کے علاوہ متن کی خود مختاری اور معروضیت، معنی کی وحدت اور متن کے مہابیانوں سے پس ساختیات نے انحراف کیا۔ یہ تمام ساختیاتی و پس ساختیاتی معروضات معنیاتی تعبیرات میں معاون ہیں۔

(المواہم References)

- 1 - گوبی چند نارنگ، ساختیات، پس ساختیات اور مشرقی شعریات، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۰ء، ص ۴۰
- Gopi Chand Narang, Sakhtiyat pas sakhtiyat aur Mashriqi Sheriyat, sang e meel publications, Lahore, 2010, P,40
- 2- Ferdinand de Saussure "The object of study". Modern critical theory (Edited by David Lodge) New York, Longman 1988. P,3

- ³ - ناصر عباس نیر، ڈاکٹر، ساختیات: ایک تعارف، پورب اکادمی، اسلام آباد، ۲۰۱۱ء، ص ۱۱۴
Nasir Abbas Nayyar, Doctor, Sakhtiyat: aik taruf, Poorab acadmy, Islamabad, 2011, P,114
- ⁴ - Ferdinand de Saussure "Nature of Linguistic Sign". Modern critical theory (Edited by David Lodge) New York, Longman 1988. P,12
- ⁵ - گوپی چند نارنگ، ساختیات پس ساختیات اور مشرقی شعریات، ص ۴۶
Gopi Chand Narang, Sakhtiyat pas sakhtiyat aur Mashriqi Sheriyat, P,46
- ⁶ - ناصر عباس نیر، ڈاکٹر، لسانیات اور تنقید، پورب اکادمی، اسلام آباد، طبع دوم ۲۰۱۴ء، ص ۱۲۹
Nasir Abbas Nayyar, Doctor, Lisaniyat aur Tanqeed, Poorab acadmy, Islamabad, 2014, P,129
- ⁷ - Roman Jacobson, "Linguistics and Poetics". Modern critical Theory, (Edited by David lodge) New York, Longman 1988, P,39
- ⁸ - ناصر عباس نیر، ڈاکٹر، ساختیات: ایک تعارف، ص ۱۳۲
Nasir Abbas Nayyar, Doctor, Sakhtiyat: aik taruf, P,132
- ⁹ - محمد اشرف کمال، ڈاکٹر، لسانیات اور زبان کی تشکیل، ناصر شہزاد پرنٹرز، لاہور، ۲۰۱۸ء، ص ۱۸۱
M Ashraf Kamal, Doctor, Lisaniyat aur zaban ki tashkeel, Nasir Shehzad Printers, Lahore, 2018, P,181
- ¹⁰ - گوپی چند نارنگ، ساختیات پس ساختیات اور مشرقی شعریات، ص ۵۷
Gopi Chand Narang, Sakhtiyat pas sakhtiyat aur Mashriqi Sheriyat, P,57
- ¹¹ - ایضاً، ص ۱۷۱
Ibid, P,171
- ¹² - الیاس بابرا عوان، بنیادی تنقیدی تصورات، عکس پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۸ء، ص ۸۰
Ilyas Babar Awan, Buneyadi Tanqeedi Tasawurat, Aks Publications, Lahore, 2018, P,80
- ¹³ - گوپی چند نارنگ، ساختیات پس ساختیات اور مشرقی شعریات، ص ۱۶۸
Gopi Chand Narang, Sakhtiyat pas sakhtiyat aur Mashriqi Sheriyat, P,168